محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن ہر الزام سے پاک اور بلند تر ہیں۔

توہین رسالت کا مضمون قرآن کریم کی روشنی میں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 / جولائی 1994ء بمقام اسلام آباد، برطانیہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۲﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِذَا
رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ
كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ
الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ
وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٦﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٧﴾ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ
خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨﴾
يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ
مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩﴾ (المنافقون: 1 تا 9)

پھر فرمایا:۔

توہینِ رسالتؐ کے نام پر جو مختلف ممالک میں یعنی اسلامی کہلانے والے ممالک میں تعزیراتی کارروائیاں کی جارہی ہیں اور اپنے دستوروں میں ان تعزیرات کو باقاعدہ دفعات کی صورت میں داخل کیا جارہا ہے اس سلسلے میں، میں نے خطبات کے ایک سلسلے کا آغاز کیا تھا اور جماعت کو یہ بتایا تھا کہ چونکہ لمبا مضمون ہے ایک دو تین خطبوں کی بات نہیں اس لئے میں کوشش کروں گا کہ آئندہ جلسے کے خطبے پر کسی حد تک اس مضمون کو سمیٹوں اور پھر بقیہ حصے کو افتتاحی تقریر میں بیان کروں۔ آج میں نے جن آیات کی تلاوت کی ہے ان کا اس مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ چونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے موقع اور محل کے مطابق ان پر تفصیلی روشنی بعد میں ڈالی جائے گی لیکن سادہ ترجمہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

قرآن کریم فرماتا ہے جب منافقین تیرے پاس آتے ہیں یعنی اے محمد ﷺ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو یقیناً اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین یقیناً جھوٹے ہیں۔ گواہی یہ دے رہے ہیں تو اللہ کا رسول ہے اللہ سب سے بہتر جانتا ہے کہ ہاں تُو اللہ ہی کا رسول ہے اور اس کے باوجود خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جو یہ اعلان کر رہے ہیں جھوٹ بول رہے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً انہوں نے اپنی قسموں کو ایک ڈھال بنالیا ہے۔ کس غرض سے؟ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تا کہ اس بہانے بیچ میں داخل ہو کر اللہ کے رستے سے لوگوں کو روکیں اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یقیناً بہت برا ہے جو یہ کرتے ہیں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا یہ وہ منافقین نہیں ہیں جو شروع ہی سے نفاق رکھتے تھے بلکہ ان منافقین کی بات ہو رہی ہے جو پہلے ایمان لے آئے تھے ایمان لانے کے بعد انہوں نے کفر کیا ہے۔ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا پس صرف منافق ہی نہیں مرتد بھی ہیں اور یہ بہت ہی اہم حصہ ہے اس آیت کا کیونکہ اس سے صرف ایک مضمون پر نہیں بلکہ ایک دوسرے اہم مضمون پر بھی روشنی پڑتی ہے جو آج کل اسلامی ممالک میں مبحث بنا ہوا ہے یعنی مرتد کی سزا کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ اس صورت میں ان دونوں مضامین کو ایک جگہ اکٹھا کر رہا ہے۔ ایسے بد بخت منافقین کا ذکر کیا جا رہا ہے جو یقیناً ایمان لے آئے تھے اور یقیناً بعد میں کافر ہو گئے یعنی ارتداد اختیار کر گئے۔ فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی اب ان کے بچنے کا، ان کے دوبارہ ایمان لانے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا۔ پس یہ اگر وہم کسی دل میں ہو کہ یہ دوبارہ ایمان لا سکتے تھے اس لئے ان سے نرمی کا سلوک کیا گیا۔ اس وہم کو قرآن کریم کی یہ آیت ہمیشہ کے لئے رفع کر دیتی ہے۔ وہ یہ لوگ ہیں جن کے لئے آئندہ ایمان لانے، توبہ کرنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہا کیونکہ خدا گواہی دے رہا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے۔ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ اس کیفیت کو پہنچ چکے ہیں کہ ان کے سوچنے کی طاقت معطل اور ماؤف ہو چکی ہے، وہ بات نہیں سمجھ سکتے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ یہ معلوم، معروف لوگ ہیں ان کی جسمانی طرز ان کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھنے والی آنکھوں کو پسند آتے ہیں اور یہاں ''تو'' میں اگرچہ حضور اکرمؐ ہی مخاطب دکھائی دیتے ہیں مگر آنحضرت ﷺ تو کسی ظاہری ٹھاٹھ باٹھ سے متأثر ہونے والے انسان نہیں تھے اس لئے بعض دفعہ رسول کے حوالے سے امت کے ہر فرد کو مخاطب کیا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ اے سننے والے، اے دیکھنے والے جب تو ان لوگوں کو دیکھتا ہے تو ان کی ظاہری ٹھاٹھ باٹھ، ان کے رہن سہن سے متاثر ہوتا ہے۔ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ اور ایسی بناوٹ سے، ایسی لوچدار باتیں کرتے ہیں کہ جب بات کرتے ہیں تو تجھے ان کی باتیں بھی دلچسپ معلوم ہوتی ہیں تو

کان لگا کے ان کی باتوں کو سنتا ہے۔ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ لیکن اندر سے یہ حال ہے کہ منافق جیسے بزدل ہوتے ہیں یہ بھی سخت بزدل ہیں جیسے خشک لکڑیاں چُن دی جائیں تو ذرا سا آگ کا شعلہ بھی ان کو بھڑ کا دیتا ہے اور بھسم کر دیتا ہے خواہ آسمانی بجلی ہو یا زمین سے پیدا ہونے والی آگ ہو یہ لوگ محفوظ نہیں ہیں لیکن جب لکڑیاں چن کر رکھی جائیں تو بہت بھلی دکھائی دیتی ہیں۔ یورپ میں خاص طور پر سردیوں کے لئے لکڑیاں سجائی جاتی ہیں اور ناروے میں بہت رواج ہے بہت خوب صورت دکھائی دیتی ہیں مگر ایک آسمانی بجلی کا شعلہ یا ایک دیا سلائی ان کو آگ لگا دے تو ایک دم بھڑک کر وہ خاکستر ہو جاتی ہیں۔ تو فرمایا ان لوگوں کی اندرونی حالت یہ ہے دیکھنے میں بڑے اچھے سجے ہوئے اور اچھی طرح اپنی ذات میں قائم وجود دکھائی دیتے ہیں مگر خود ڈرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ذرا سی کوئی آفت آئی تو ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوگی۔ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ یہ ہیں دشمن ان سے بچ کے رہو۔ اگر ان کا علم نہیں کہ کون ہیں تو بچ کے کس سے رہو۔ صاف مضمون کھول دیا گیا ہے۔ نام لئے بغیر ہر اس شخص کا ذکر ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں جانا پہچانا منافق تھا۔

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اللہ کی لعنت ان پر یہ کہاں دور ہٹے جاتے ہیں۔ لیکن انسان کو قتل کا حکم یہاں بھی نہیں دیا۔ اللہ کی لعنت ہو ان پر لیکن کہیں اشارۃً یا کنایۃً یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں حق ہے مسلمانو، کہ ان کا قتل و غارت کرو۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۞ اتنی واضح ان کی شناخت ہے کہ آنحضور ﷺ کے زمانے میں جب ان آیات کا نزول ہوا ہے اس سے پہلے ہی صحابہؓ ان کے پاس جایا کرتے تھے اور ان کو کہا کرتے تھے کہ تم توبہ کرو استغفار سے کام لو تو اللہ کا رسولؐ تمہارے لئے استغفار کرے گا۔ وہ تو مجسم شفقت ہے اس لئے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو توبہ کر لو تا کہ خدا کے رسولؐ کی استغفار تمہیں نصیب ہو۔ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وہ سر مٹکاتے ہیں وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ اور بھی خدا کی راہ سے لوگوں کو پھراتے ہیں، باز نہیں آتے اور تکبر میں مبتلا ہیں۔

پس اگر یہ معیّن لوگ نہیں تھے تو قرآن کریم نے کن کا ذکر فرمایا ہے کن کے پاس لوگ جایا

کرتے تھے، ان کو سمجھایا کرتے تھے کون آگے تکبر سے سر مٹکایا کرتے تھے اور کون تھے جو خدا کی راہ سے روکتے تھے اور باز نہیں آتے تھے اور مسلسل تکبر میں مبتلا رہے۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط برابر ہے ان پر خواہ تو ان کے لئے استغفار کرے یا نہ استغفار کرے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اگر ان کے دلوں پر مہر لگ گئی تھی تو پھر استغفار سے کوئی ان کو فائدہ پہنچ سکتا تھا؟ کیا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا استغفار ان کو عذاب سے بچا سکتا تھا؟ صحابہؓ اپنی خوش فہمی میں یہ کہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں پر ہم مہر کر دیں ان کو کسی نبی کا استغفار بھی بچا نہیں سکتا۔ ان کی تقدیر ہمیشہ کے لئے لکھی جا چکی ہے۔ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا برابر ہے ان پر خواہ تو ان کے لئے استغفار کرے یا نہ کرے۔ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اللہ ہرگز کسی صورت میں ان کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ایسے شریر لوگ ہیں کہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ جو محمد رسول اللہؐ کے پاس ان کیساتھ رہنے والے ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کیا کرو۔ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ پھر پیسہ دو یعنی لالچ بھی دیتے ہیں کہ اگر تم چھوڑ دو تو ہم تمہیں پیسہ دیں گے، ہم ہر طرح سے تمہاری خدمت کریں گے۔ آج کل جرمنی میں بھی یہ مہم چلی ہوئی ہے۔ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بوسنین احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور کثرت کے ساتھ وہاں روپیہ پیسہ پھینکا جا رہا ہے اور قطعی گواہیاں اس بات کی ہیں کہ سعودی عرب کا پیسہ وہاں پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے کیونکہ بعض مخلصین جو بوسنین ہیں بوسنین میں تبلیغ میں سب سے آگے اور بڑے ہمت والے باوقار انسان ہیں جن کی باتوں کا لوگوں پر اثر پڑتا ہے انہوں نے بتایا ہے کہ ان کو باقاعدہ پیش کش کی گئی ہے کہ ہم تمہیں اتنے ہزار ماہانہ دیا کریں گے یا اس سے بھی زیادہ اور تم کسی طرح احمدیت کو چھوڑ دو۔ انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ میرا ایمان بکاؤ نہیں ہے تم اپنے پیسے اپنے پاس رکھو مگر کسی صورت بھی میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ تو جو اس وقت ہو رہا تھا وہ آج بھی ہو رہا ہے ہم اس کے عینی شاہد ہیں۔ پس قرآن کریم کا جو کلام ہے یہ دائمی اثر رکھنے والا ہے۔ انسانی فطرت سے تعلق رکھتا ہے۔ آغازِ آدم سے قیامت کے دن تک کے واقعات انسانی فطرت کے حوالے سے اس میں بیان ہوئے ہیں جن میں کوئی تبدیلی واقع نہیں

ہوئی۔ تو فرمایا جب وہ یہ کہتے ہیں کہ تم ان کو چھوڑ دو اور ہم تمہیں پھر اس کے نتیجے میں مالا مال کر دیں گے تو اللہ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیوقوف بھول جاتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے خزانے تو اللہ کے پاس ہیں۔ یہ کسی کو کیا دیں گے، وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ منافق ایسے بیوقوف لوگ ہیں کہ ان باتوں کو سمجھتے نہیں ہیں۔

اور پھر يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ان میں ایسا بھی بد بخت ہے، جو کھلا کھلا یہ اعلان کرتا ہے کہ ہمیں مدینہ لوٹنے دو، وہاں کا سب سے معزز انسان نعوذ باللہ من ذالک وہاں کے سب سے ذلیل انسان کو نکال باہر کرے گا۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ جیسے سب خزائن اللہ ہی کے پاس ہیں، عزتیں بھی سب اللہ ہی کے پاس ہیں اور اس کے رسولؐ کے لئے ہیں وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں کے لئے بھی۔ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن یہ منافق لوگ ہیں جو کچھ علم نہیں رکھتے۔

میں نے مضمون کا آغاز اس بات سے کیا تھا کہ سب سے اہم توہین تو اللہ کی ہے۔ اللہ ہی کی ذات سے تعلق میں ہر نیکی کا وجود ہوتا ہے ہر نیک شخص وجود میں آتا ہے خواہ وہ رسول ہو یا غیر رسول ہو۔ تمام عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کی عزت کو چھوڑ کر پھر کوئی عزت بھی باقی نہیں رہتی۔ پس ہتک رسولؐ کا مضمون اللہ کی ہتک سے شروع ہوتا ہے اس کو نظر انداز کر کے تم کن باتوں میں پڑ گئے ہو اور اللہ کی ہتک کا جہاں تک تعلق ہے قرآن کریم نے اس مضمون کو مختلف پیرایوں سے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور ایک بھی جگہ اللہ تعالیٰ کی ہتک کے نتیجے میں انسان کو اختیار نہیں بخشا کہ وہ اس کو کسی قسم کی کوئی سزا خود دے۔

ایک آیت میں اس سے پہلے پڑھ چکا ہوں اس کے حوالے سے بات کر چکا ہوں اب ایک اور پہلو سے، قرآن کریم کا اسلوب بڑا عجیب ہے، ایک اور پہلو سے اس مضمون کو چھیڑتا ہوں جس کا قومی عقائد سے تعلق ہے۔ قومی عقائد کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ بعض مذاہب کے عقائد ایسے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی توہین پائی جاتی ہے اور ان میں سب سے زیادہ توہین آمیز عقیدہ عیسائیت کی طرف منسوب فرمایا گیا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا یہ اعلان کرتے ہیں کہ رحمٰن خدا نے بیٹا بنا لیا ہے۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا دیکھو تم بہت ہی سخت بہت بری

بات کر رہے ہو۔ اتنی بری بات ہے کہ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس سے آسمان پھٹ سکتے ہیں اور زمین دونیم ہوسکتی ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتی ہے اور پہاڑ پارہ پارہ ہوسکتے ہیں۔ جس کا خدا پہ ایمان ہو اس کی طرف سے اس سے بڑی گستاخی نہیں ہوسکتی کہ اس نے اپنے بیٹے بنالئے ہیں یا اس کی کوئی اولاد ہے اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا کس بات سے آسمان پھٹ سکتے ہیں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو سکتے ہیں زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتی ہے، دوبارہ دھرایا ہے اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا کہ انہوں نے رحمٰن کی طرف اولاد منسوب کر دی ہے۔ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا حالانکہ اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنالے۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے وہ اللہ کے حضور ایک غلام کی صورت میں حاضر ہوگا۔ ایک مخلوق، ایک بندے کی صورت میں حاضر ہوگا اور کوئی شخص اس کے بیٹے کے طور پر اس کے حضور حاضر نہیں ہوگا لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا اللہ تعالیٰ نے ان کا گھیرا ڈال رکھا ہے اور ان کی گنتی سے خوب باخبر ہے جانتا ہے کہ یہ کتنے لوگ ہیں کون ہیں کیا کچھ کرتے ہیں وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا (مریم: 89 تا 96) ان میں سے ہر ایک، ایک ایک کر کے، انفرادی طور پر خدا کے حضور حاضر ہوگا۔ یہ ہے وہ توہین خداوندی جو ایک مذہبی عقیدے کی بنیاد کے طور پر قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اور اتنا سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے کہ قریب ہے اس عقیدے سے آسمان اور زمین اور پہاڑ پھٹ پڑیں لیکن اس کے باوجود انسان کو اختیار نہیں بخشا کہ وہ خدا کی گستاخی کرنے والوں کو کوئی بدنی سزا دے۔

پھر سورۃ کہف (آیات 5,6) میں بھی یہی مضمون بیان فرمایا ہے اور فرماتا ہے كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ بہت ہی خطرناک بات، بہت ہی ظالمانہ بات ہے كَبُرَتْ حد سے بڑھی ہوئی، حد سے تجاوز کی ہوئی بات ہے اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا سوائے جھوٹ کے یہ لوگ اور کچھ نہیں کہتے۔ یہ تو قرآن کریم کا بیان ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی توہین کا تعلق ہے اور مختلف جگہوں میں مختلف صورتوں میں جہاں تاریخ انبیاءؑ کا ذکر ہے وہاں ان کے معاندین کا، خدا تعالیٰ کا تحقیر سے ذکر کرنا بھی بیان ہوا ہے۔ ایک کے بعد دوسرے نبی کی تاریخ آپ پڑھتے

چلے جائیں قرآن سے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام قرآن میں اس بات کی قطعی گواہیاں موجود ہیں کہ انبیاءؑ کے مخالفین نے اللہ تعالیٰ کی گستاخیاں کیں اور اسی وجہ سے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو ان کی باتوں سے دل آزار مت ہو، یہ ظالم تو اللہ کے خلاف بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور اللہ اور رسولؐ کی ہتک کو اس طرح ایک جگہ باندھ دیا اور نصیحت صبر کی فرمائی، نصیحت اعراض کی فرمائی۔ کہیں یہ نہیں کہا کہ اس کے نتیجے میں تلوار ہاتھ میں لو اور ان کی گردنیں اڑا دو۔ جہاں تک عمومی تکذیب کا تعلق ہے میں نے وہ سب آیات اس لئے چھوڑ دی ہیں کہ ہر قرآن کا قاری جانتا ہے بہت زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وقت تھوڑا ہے لیکن کوئی دنیا کا مولوی ایک بھی ایسا نہیں جو اس اعلان کا جو میں یہاں کر رہا ہوں، اس کا انکار کر سکے۔ قرآن کریم کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خلاف گستاخانہ جملوں کا ذکر فرماتا ہے خدا کی تضحیک، خدا کے ساتھ تمسخر کا ذکر فرماتا ہے اور کسی ایک جگہ بھی انسان کو اجازت نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کی ان گستاخیوں کا بدلہ اپنے ہاتھ میں لے۔

کتاب اللہ کی تضحیک کا جہاں تک تعلق ہے صرف قرآن ہی کی نہیں، اس سے پہلے تمام کتب کی تضحیک کی گئی اور قرآن کی بطور خاص تضحیک کی گئی۔ سورۃ نساء آیت 141 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کتاب میں یہ تعلیم نازل فرمائی ہے، یعنی عرش سے یہ تعلیم اتاری ہے۔ تمہارے لئے کہ جب بھی تم سنو، اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جائے اور ان سے تمسخر کیا جائے اور یاد رکھیں کہ اٰيٰتِ اللّٰهِ کا مضمون بہت ہی وسیع ہے۔ تمام انبیاءؑ بھی اٰيٰتِ اللّٰهِ میں شامل ہیں اور تمام کتب ''اٰيٰتِ اللّٰهِ'' میں شامل ہیں تو فرمایا کہ تمہارے لئے ہم نے آسمان سے اس کتاب یعنی قرآن میں یہ تعلیم نازل فرمائی ہے کہ جب بھی تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جاتا ہے یا ان سے تمسخر کیا جاتا ہے تو کیا کرو؟ تلواریں لے کر ان لوگوں کی گردنیں اڑا دو؟ ہرگز نہیں۔ فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ ان کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ ہے! وہ بھی نہیں۔ فرمایا حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ہاں جب وہ دوسری باتیں شروع کریں تو معاشرے کے جو ملنے جلنے کے آداب ہیں ان کے مطابق ان سے بے شک ملنا جلنا رکھو لیکن اس مجلس میں نہیں

بیٹھنا جس میں خدا تعالیٰ کی آیات کی گستاخی ہو رہی ہو۔ یہ قرآنی تعلیم اور قرآنی سزا ہے جو اتنی وضاحت سے پیش کی گئی ہے کہ فرمایا ہے کہ آسمان سے ہم نے تمہارے لئے بطور خاص یہ تعلیم اتاری ہے اگر تم بیٹھو گے ان کے ساتھ تو کیا ہوگا؟ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ خدا کو تو کوئی نقصان نہیں، اس کے رسولوں کو، اس کی آیات کو تو کوئی نقصان نہیں، فتویٰ یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو ضائع کر بیٹھو گے اور تم ان جیسے نہ ہو جاؤ اس لئے ہم تمہیں بچانے کی خاطر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اس موقع پر ان سے اٹھ کر الگ ہو جایا کرو۔ جہاں تک ان کی سزا کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا اس کی پرواہ نہ کرو۔ یہ اللہ کا کام ہے تمام منافقین اور تمام کافروں کو اللہ تعالیٰ جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (الانعام: 69)۔

اور اے مخاطب! اول مخاطب چونکہ واحد ہے اس لئے اول مخاطب حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا جب تو دیکھے ان لوگوں کو جو ہماری آیات میں تمسخر کرتے ہیں، تضحیک سے کام لیتے ہیں اور کئی قسم کی باتیں بناتے ہیں۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ ان سے اعراض کر، ان سے منہ پھیر لے۔ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں پھر ان سے دنیاوی روابط رکھے جا سکتے ہیں۔

یہ ہے عظمت قرآن۔ یہ ہے کلام اللہ کا حوصلہ اور جگرا۔ یہ وہ تعلیم ہے جو مسلمانوں کے علاوہ بطور خاص حضرت محمد مصطفی ﷺ کو دی گئی۔ ان آیات کے ہوتے ہوئے اس کے مخالف کوئی معنی نشر کرنا یا قبول کرنا سراسر قرآن اور خدا کی گستاخی ہے۔ پس اگر گستاخی کی کوئی سزا ہے تو ان لوگوں کو ملنی چاہئے جو واضح طور پر قرآن کریم کی کھلی کھلی تعلیم کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور اس تعلیم کا انکار کرتے ہیں جو اللہ نے بطور خاص آسمان سے ان کے لئے نازل کی ہے اور اپنے من مانے معانی قرآن کو پہنانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب بھی اپنے حق میں کوئی دلیلیں پیش کرتے ہیں تو ان آیات پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ ذکر تک نہیں ملتا ان آیات کا ان کی باتوں میں۔ حالانکہ انصاف کا

تقاضا، تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ اگر ایک مضمون کو چھیڑا گیا ہے اور اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں تو ان کو نظر انداز کر کے تم کوئی استدلال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کو لو، اکٹھا کرو، پھر دیکھو کہ قرآن کریم کی کھلی کھلی محکمات کیا تعلیم دے رہی ہیں اور کیا بات تم پر کھول رہی ہیں۔ اس کے خلاف جو کچھ بھی ہے وہ ردّ کرنے کے لائق ہے۔

جو تعلیم آج مسلمان ملکوں میں بعض ازمنۂ وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے علماء کی طرف سے دی جارہی ہے اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا مزاج بگاڑا جارہا ہے اور ایسا خوفناک مزاج ان کو عطا کیا جارہا ہے جن کا اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ وہ صرف گستاخی ہی کے مرتکب نہیں بلکہ سارے عالم میں اسلام کی بدنامی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ایسے دوغلے ہیں کہ جب مغربی ملکوں میں آتے ہیں تو اور تعلیمیں دلاتے ہیں۔ کہتے ہیں اسلام تو بڑے حوصلے کا مذہب ہے سب سے برابر کا سلوک کرتا ہے ہر شخص کے خواہ وہ کافر ہو، خواہ وہ مومن ہو، حقوق سب برابر ہیں، یہاں تک کہ مولوی انگلستان میں یہ اعلان کرتے رہے کہ ہمارے اور احمدیوں کے ہمارے ملک میں حقوق بالکل برابر ہیں کوئی بھی فرق نہیں اور عیسائیوں کو کوئی خطرہ نہیں، ہندوؤں کو کوئی خطرہ نہیں۔ یہ غیر ملکوں کے اعلانات ہیں اور اپنے ملک میں جو اعلانات ہوتے ہیں وہ کیا ہیں اور کیا کردار بنا رہے ہیں؟ اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہتک کے الزام میں ایک شخص کو عدالت میں پیش کئے بغیر محض ملاؤں کے اعلان کے نتیجے میں گوجرانوالہ میں جس جلاّدی کے ساتھ، جس ظالمانہ طور پر مارا گیا ہے اس کے واقعات پڑھ کے لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حافظ سجاد فاروق آف گوجرانوالہ کو 12 /اپریل کو اس الزام پر کہ اس نے قرآن کریم کی توہین کی ہے اور اسے جلایا ہے، یہ الزام کیسے لگا اس پر؟ وہ چائے بنا رہا تھا ابلتا ہوا پانی غلطی سے اس سے، پاس قرآن کریم رکھا ہوا تھا، اس پر جا پڑا۔ اس بے چارے نے استغفار کے رنگ میں توبہ کے رنگ میں کہا اوہو ہو! مجھ سے کیا گناہ ہو گیا، قرآن جل گیا ہے۔ اس کی بیوی نے بلند آواز سے کہا اوہو ہو! کیا ظلم ہو گیا ہمارے ہاں میاں کے ہاتھ سے قرآن جل گیا۔ وہ پتلی دیوار تھی ہمسایوں نے اس بات کو سن لیا۔ انہوں نے شور مچایا، مولویوں تک بات پہنچی، ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ سارا محلّہ، اردگرد سے لوگ بلوائی بن کر اکٹھے ہو گئے، پولیس لائی گئی، پولیس کے ہاتھوں زبردستی چھین کر اس بے چارے کا جو حشر کیا گیا، بغیر پوچھے، بغیر وضاحت طلب کئے وہ یہ تھا۔ یہ ایک خبر کے حوالے سے میں آپ کو بتا

رہا ہوں مساجد سے اعلان کیا گیا اور لوگوں سے کہا گیا کہ وہ تھانے پہنچ جائیں اور پولیس سے چھڑا کر اس شخص کو خود سزا دیں۔ مساجد سے ہی قتل کا فتویٰ جاری کیا گیا، ہزاروں لوگوں نے تھانے پر حملہ کیا اسے سنگسار کرنے کے لئے پولیس سے زبردستی چھڑوا لیا اور ننگا کر کے، (یہ قرآنی تعلیم پر عمل ہو رہا ہے) ننگا کر کے سنگسار کرنا شروع کیا۔ وہ اللہ کے واسطے دیتا رہا کہ سب جھوٹ ہے میں قرآن کی عزت کرنے والا ہوں اور کسی نے اس کی بات کو نہ سنا۔ وہ حافظِ قرآن تھا جس کے اوپر یہ الزام لگایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اس کی نعش کو جلایا گیا اور جلی ہوئی نعش کو موٹر سائیکل کے پیچھے باندھ کر شہر کی گلیوں میں گھسیٹا گیا اور پھر اس جلی ہوئی گھسیٹی ہوئی نعش پر سنگ باری کی گئی۔ آخر پولیس نے مسخ شدہ لاش حاصل کی اور پولیس کے اہل کار اسے رات کے اندھیرے میں لے کر قبرستان میانی صاحب میں دفن کر آئے۔ یہ ایک اور دلچسپ بات ہے۔ احمدی اگر ان کے قبرستان میں دفن ہو جائے تو ان کے سارے جو مدفون ہیں ان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہیں خدا ان کو بھی جہنم میں نہ ڈال دے کہ احمدی کیوں پاس دفن ہو گیا۔ وہ شخص اگر واقعی ایسا مردود تھا کہ اس نے قرآن کریم کی ہتک کی تھی تو قطعِ نظر اس کے کہ قرآن کیا کہتا ہے ان کے نزدیک اس سلوک کے لائق تھا جو اس سے کیا گیا ہے اور وہ میانی صاحب کے قبرستان میں دفن ہے کسی اور مردے کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوا۔ مگر یہ تو ضمنی بات ہے۔

یہ وہ ظالمانہ کردار ہے جس کو حضرت اقدس محمد ﷺ کی طرف، قرآن کی طرف منسوب کرنا اتنی بڑی گستاخی ہے کہ اگر کسی گستاخی کی کوئی سزا ہے تو اس گستاخی کی سزا ہونی چاہئے۔ قرآن تو سزا نہیں پیش کرتا، حدیث سے تو کوئی سزا ثابت نہیں لیکن جن لوگوں کے نزدیک ہے انہوں نے مولویوں کا منہ کیوں کالا نہیں کیا؟ کیوں ان کو نہیں پکڑا، کہ تم نے بڑی بدبختی کی ہے، انصاف کے سارے تقاضے بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کو پارہ پارہ کرتے ہوئے تم نے قرآن کی طرف غلط تعلیم منسوب کی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے کردار کی طرف غلط تعلیم منسوب کی اور پھر اپنی طرف سے خود ہی منصف اور خود ہی عادل بن بیٹھے اور فیصلہ وہ کیا جس کا عدل سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ جن ملکوں میں یہ خوفناک مزاج پیدا کیا جا رہا ہے اس کی پہچان اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی مولوی، بدبخت سے بدبخت مولوی اگر اس کو کہا جائے کہ خدا کی قسم کھا کے یہ اعلان کرو کہ میرے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ایسا واقعہ ہوتا تو محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھی یہ

حرکتیں کرتے ؟ کبھی ایسی قسم کھانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے، جانتا ہے کہ قرآن اور محمد رسول اللہؐ کی سنت سے ان باتوں کا کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

جہاں تک انبیاءؑ کی توہین کا تعلق ہے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ چند آیات نمونۃً میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں مسلسل انبیاءؑ کی توہین کا ذکر چلتا ہے اور کسی ایک جگہ بھی انسان کو اس توہین کے نتیجے میں توہین کرنے والے کو سزا دینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔

فرماتا ہے كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (الذاریات:53) اسی طرح ان سے پہلے جو رسول آتے رہے ہیں یعنی پہلے رسولوں کا ذکر ہے ان کا ذکر کر کے فرمایا: اسی طرح ان سے پہلے بھی جو رسول آتے رہے ہیں یعنی پہلے جب بھی آتے تھے ان کو ان کے مخالفین نے ان کو جادوگر کہا یا پاگل قرار دیا اور پاگل اور جادوگر قرار دینا کیا مولویوں کے نزدیک عزت کے کلمات ہیں یا تذلیل کے کلمات ہیں، اگر تذلیل کے کلمات ہیں تو بتائیے ان کی کہاں سزا قرآن کریم نے مقرر فرمائی ہے۔

سورۃ یٰسین آیت 31 میں ہے۔ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ایک بھی رسول ان بدبخت دنیا والوں کے پاس نہیں آیا مگر ضرور اس سے وہ ٹھٹھا کرتے رہے اور تمسخر اڑاتے رہے۔ کیا اس کا نام ہتکِ رسالت ہے یا نہیں ہے؟ یہ سوال اٹھتا ہے۔ اگر رسولوں کا مذاق اڑانا گستاخی نہیں ہے اور ہتک نہیں ہے تو پھر ہتک کا تمہارا تصور کیا ہے؟ اور اگر ہے اور یقیناً ہے تو اس کی سزا قرآن کریم نے کہاں مقرر فرمائی ہے؟ پھر فرمایا: وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (زخرف:8) میں بھی یہی مضمون ہے۔

سورۃ الاعراف آیت 61 کے حوالے سے ہے نوحؑ کو ان کی قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہم تمہیں اول درجے کا گمراہ پاتے ہیں کھلا کھلا ضلالت والا، راہِ راست سے ہٹا ہوا۔ مولویوں کے نزدیک پتا نہیں یہ ہتک ہے یا نہیں ہے مگر میں عام انسان کو جس کی عقل اس قدر مسموم نہیں ہو چکی کہ اپنے عقائد کے چکر میں پڑ کر اس میں سوچنے کی طاقت بھی نہ رہی ہو، ان کو مخاطب کرتے ہوئے میں بتاتا ہوں کہ یہ مسلسل ہتک کی باتیں ہیں اور شدید گستاخی کے واقعات ہیں جو قرآن کریم کی رُو سے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پیش آتے رہے۔ پھر حضرت نوحؑ کو کہا

قَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّ ازۡدُجِرَ (القمر: 10) کہ یہ شخص مجنون ہے اور ایسا دھتکارا ہوا ہے جو چاہے اس کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کا سلوک کرے اسے ذلیل و رسوا کرے، کھلی چھٹی ہے۔ حضرت نوحؑ کے متعلق کہا اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ (المومنون: 26) اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ اس کو تو جن چڑھ گیا ہے اور جن چڑھنا، شیطان چڑھنا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہا حَرِّقُوۡهُ وَانۡصُرُوۡۤا اٰلِهَتَكُمۡ (الانبیاء: 69) کہ یہ ایسا شخص ہے کہ اس کی سزا آگ میں جلائے جانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اگر تم اپنے معبودوں کی مدد کرنا چاہتے ہو تو اس کو آگ میں جلا دو۔ یہ عزت افزائی کے کلمات ہیں جو قرآن کریم نے ابراہیمؑ کے واقعات میں بیان فرمائے ہیں؟

پھر لوطؑ کے متعلق کہا قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ يٰلُوۡطُ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُخۡرَجِيۡنَ (الشعراء: 168) انہوں نے لوطؑ سے کہا کہ اگر تو باز نہیں آئے گا تو ہم تجھے ضرور دیس سے نکال دیں گے اپنے ملک سے نکال باہر کریں گے۔

اور حضرت صالحؑ سے کہا قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ (الشعراء: 154) کہ تجھ پر تو جادو ہو چکا ہے، اپنے ہوش، عقل ٹھکانے نہیں رہے جادو والے سے ہم کیا بات کریں۔ پھر مزید اس پر یہ بات بڑھائی بَلۡ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ (القمر: 26) وہ بہت سخت جھوٹا اور حد سے بڑھا ہوا ہے اپنی بے راہ روی میں۔

حضرت ہودؑ کے متعلق الاعراف: 67 میں لکھا ہے قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيۡ سَفَاهَةٍ اے ہود! ہم تو تجھے بہت ہی بیوقوف دیکھ رہے ہیں، پرلے درجے کا احمق انسان ہے وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ صرف یہی نہیں ایک بیوقوف، اوپر سے جھوٹا یعنی جیسے کہتے ہیں کریلا اور نیم چڑھا تو کہتے ہیں بیوقوف تو خیر تو ہے ہی، اوپر سے جھوٹا بھی نکلا ہے۔ یہ عزت افزائی کے کلمات مولویوں کے نزدیک ہوں گے کیونکہ ان میں کوئی سزا مقرر نہیں اگر ہتک رسول ہوتی تو سزا بھی تو ہونی چاہئے تھی۔

حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے متعلق فرعون نے کہا اور فرعون کی قوم نے: اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ (المومنون: 48) کیا ان جیسے عام انسانوں کی

ہم اطاعت کریں جبکہ ان کی قوم ہماری عبادت کر رہی ہے۔ عٰبِدُوْنَ کا مطلب غلام ہے اور چونکہ اس میں عبادت کا مفہوم بھی ہے تو غلامی اس حد تک پہنچ جائے کہ گویا کسی مالک کی کسی آقا کی پرستش شروع ہو جائے۔ یہ دونوں مضمون اس ایک لفظ میں داخل ہیں۔ ہمارے غلام، ہمارے نوکر چاکر، ان کی مجال کیا ہے؟ یہ تو گویا ہماری عبادت کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے یہ موسیٰ ہو اور ہارون، اور ہم ان کی اطاعت کرنی شروع کر دیں یہ کیسے ممکن ہے؟

حضرت شعیبؑ کے متعلق قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ وہی مُسَحَّرِيْن کا الزام جو حضرت صالحؑ پر لگایا گیا تھا شعراء آیت 185 میں درج ہے کہ حضرت شعیبؑ پر بھی لگایا گیا۔ الشعراء 187 میں ہے وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ہم تو سوائے اس کے کچھ نہیں جانتے کہ تو یقیناً جھوٹا ہے۔ انبیاءؑ پر الزام کی تو یہ داستان ہے۔

انبیاءؑ کے مقدس خاندان، اہلِ بیت سے تعلق رکھنے والوں اور ان کی ماؤں پر بھی تو الزام لگائے گئے اور وہ بھی ایسی چیز ہے جس سے بہت اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ عام دنیا دار، اللہ کی ہتک پر اتنے مشتعل نہیں ہوا کرتے جتنے اپنے انبیاءؑ اور ان کے رشتے داروں کی گستاخی پر مشتعل ہو جاتے ہیں۔ تو ایک طرف تو عیسائیوں کا وہ عقیدہ بیان کیا گیا جو موحدین کو مشتعل کرنے والا تھا۔ اب یہودی موحدین کا وہ عقیدہ بیان کیا جا رہا ہے جو عیسائیوں کے لئے جائز وجہِ اشتعال رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کسی سزا کا کوئی اعلان نہیں فرمایا وَّبِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (النساء: 157) کہ یہود ایسے ظالم لوگ ہیں کہ صرف کفر نہیں کیا بلکہ مسیح کی ماں پر نہایت ناپاک الزام لگایا جس کے نتیجے میں مسیحؑ بھی ایک جائز انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہا۔ کیا یہ ہتکِ عزت نہیں ہے؟ کیا یہ رسول اور اس کی ماں اور ان دونوں کی ایسی ہتک نہیں ہے کہ اگر کوئی سزا مقرر ہونی چاہئے تو یہاں اعلان ہو جانا چاہئے تھا کہ اس کی یہ سزا ہے! تو پھر تم ان باتوں کو کس کھاتے میں ڈالو گے؟ کیسے ان آیات کے ہوتے ہوئے ان قوموں سے سلوک کرو گے؟ اگر اپنی من مانی کرنی ہے تو ہر ہتک کے نتیجے میں قتل لازم ہے اس لئے اگر تقویٰ کا ادنیٰ سا بھی شائبہ تمہارے اندر پایا جاتا ہے تو اس اعلان کے بعد ایک طرف عیسائیوں کے قتل و غارت کے لئے تلواریں سونت لو اور نکل کھڑے ہو دوسری طرف یہود کو فنا کرنے کے لئے ان پر حملہ آور ہو جاؤ اور یہ نہ دیکھو کہ اس راہ میں

تمہاری جان جاتی ہے کہ ان کی جاتی ہے۔ اگر یہ دیکھنا ہے تو پھر غیرت کون سی ہوئی؟ غیرت تو وہ ہوا کرتی ہے کہ جب مثلاً ماں کی بے عزتی ہو تو بچے خواہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، بڑے سے بڑے ظالم کے سامنے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ غیرت تو مرغی سے سیکھو کہ جب اس کے بچوں پر چیل جھپٹتی ہے تو وہ تن جاتی ہے اور چیل کے سامنے اٹھتی ہے اور اس کے مقابلے کے لئے اڑانیں کرتی ہے۔ جب خون خوار ے کتّا جس کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں اس کے

درثمین صفحہ:140

چوزوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو قطعِ نظر اس کے کہ اس کی جان پر کیا بنے گی وہ بپھرتی ہوئی اس کتے پہ جا پڑتی ہے۔ یہ عام جانوروں کی غیرت ہے، تم ایسے ظالم لوگ ہو کہ خدا اور رسولؐ کی عزت کی غیرت کے حوالے دیتے ہو اور قرآن میں جہاں جہاں ان کی بے عزتیوں کا ذکر ہے ان سے آنکھیں بند کر کے گزر جاتے ہو اور کہتے ہو کہ یہاں نہیں۔ عیسائی بہت طاقتور لوگ ہیں، ان کو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہودی بہت طاقتور ہیں، ان کو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہم تو وہیں اپنی غیرت کا مظاہرہ کریں گے جہاں ہم اتنے طاقتور ہوں کہ ہمارے قتل کے نتیجے میں ہمارے منہ پر خراش بھی نہ آ سکے۔ اسلامی غیرت کا یہ تصور ہے!؟ کس کس جگہ انہوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے وہ شمار میں نہیں آ سکتیں باتیں؟ اب آگے چلئے یہ بھی کہتے ہیں کوئی ایسی بات نہیں۔ حضرت مریمؑ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں یہود، رکھتے پھریں ہمیں کیا اس سے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ سب بے عزتیاں برداشت، خدا کی بے عزتی برداشت مگر محمد رسول اللہؐ کی بے عزتی ہم برداشت نہیں کر سکیں گے۔

آیئے اب قرآن کریم سے آنحضرت ﷺ کی ہتک کے واقعات کا اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ۚ (الفرقان:5)

یہ کہتے ہیں کہ یہ سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں جو محمدؐ نے خود گھڑ لیا ہے اور یہی نہیں یہ ایک اور قوم کا ایجنٹ بھی ہے وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ اس جھوٹ، افتراء باندھنے میں اور گھڑنے میں ایک دوسری قوم نے اس کی مدد کی ہے، اپنے لوگ نہیں ہیں۔ اٰخَرُوْنَ سے مراد ہے کوئی باہر کی قوم ہے جو اس کی مدد کے لئے آئی ہے فَقَدْ جَآءُوْ انہوں نے مل کر یہ شرارت کی ہے

جَآءُوْ ظُلْمًا وَّ زُوْرًا بہت بڑا ظلم کمایا ہے ان لوگوں نے مل کر اور بہت بڑا جھوٹ گھڑا ہے۔ کیا یہ ہتک رسولؐ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو تمہاری منطق کیا ہے تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ ہتک اور کس کو کہتے ہیں اور اگر ہے تو اس کی سزا بتاؤ قرآن کریم میں کہاں لکھی ہے؟

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفرقان:6)

اور اسی پر بس نہیں کی، انہوں نے کہا یہ تو پرانے لوگوں کی باتیں ہیں۔ اكْتَتَبَهَا محمد رسول اللہ ﷺ نے، رسولؐ اللہ تو میں کہہ رہا ہوں یعنی ان کے نزدیک محمد ﷺ نے اكْتَتَبَهَا اسے لکھوا رکھا ہے، کسی کی مدد سے لکھوالیا ہے فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یہ جانتے تھے اور اقرار کرتے تھے کہ پڑھے ہوئے نہیں ہیں اس لئے لکھوایا بھی کسی سے اور کوئی اور پڑھنے والا صبح شام ان پر یہ باتیں پڑھ کے سناتا ہے تا کہ یہ بھول نہ جائیں۔

پھر سورۃ المومنون کی آیات ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان ظالموں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو کیا کیا کہہ کر اذیتیں پہنچائیں کہا، اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا انہوں نے کہا کہ ایسا شخص ہے جس نے خدا پر جھوٹ کا طومار باندھ رکھا ہے وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ہم ایسے شخص پر ایمان ہرگز نہیں لا سکتے۔ محمد رسول اللہ نے کیا جواب دیا اپنے غلاموں کو یہ تلقین فرمائی کہ اٹھو تلواریں سونتو اور ان کے سرتن سے جدا کر دو! ہرگز نہیں۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ اے میرے رب تو میری مدد فرما اس وجہ سے کہ لوگ مجھے جھٹلا چکے ہیں میرا کوئی اختیار نہیں۔ تو ہی ہے جو میری مدد فرما سکتا ہے۔ (المومنون:40-39)

پھر آنحضرت ﷺ کو دیوانہ کہا گیا۔ سورۃ الحجر میں فرماتا ہے:

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (الحجر: 7) انہوں نے کہا اے وہ شخص! اور خطاب دیکھیں کیسا تحقیر کا ہے۔ اے وہ شخص جس پر ذکر اتارا جا رہا ہے تو یقیناً پاگل ہے اس کے سوا ہم اور کچھ نہیں کہہ سکتے لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (الحجر: 8) اگر تو سچا ہوتا تو ہمارے پاس فرشتے لے کے کیوں نہ آتا مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ (الحجر: 9)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سزا تو دینی ہے۔ہم ہی دیں گے،مگر جب حق پوری طرح ثابت ہو جائے ان پر۔ پھر خدا فرشتے بھیجتا ہے اور جب فرشتے بھیجتا ہے، تو ان لوگوں کو پھر کوئی مہلت نہیں دی جاتی۔ پھر آنحضرت ﷺ کو بار بار مجنون کہا گیا۔القلم کی آیت 52 میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں کچھ تھوڑا تھوڑا مضمون کا اضافہ ہے میں وہی آیات لے رہا ہوں ورنہ آیات تو بہت کثرت سے ہیں

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ ایک طرف تو ذکر کا یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے کلام کا حوالہ دیتے ہیں تحقیر کے ساتھ اور طعنوں کے ساتھ کہ گویا وہ جس پر ذکر اتارا جا رہا ہے۔ تیرا یہ حال ہے کہ اللہ نے چنا بھی تو کس شخص کو چنا جو مجنون ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس ذکر کو وہ طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں جب وہ سنتے ہیں تو غیظ و غضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے اس ذکر میں کوئی ایسی طاقت ہے، ایسی شان ہے جس سے ان کے سینوں میں آگ بھڑک اٹھتی ہے ورنہ پاگلوں والی باتوں پر تو کوئی بھڑکا نہیں کرتا۔ پاگلوں والی باتوں پر تو ہم نے سوائے اس کے کہ کوئی پاگل ہو کسی کو غصہ میں آتے نہیں دیکھا وہ ہنستے ہیں مذاق اڑاتے ہیں پتھر بھی مار دیتے ہیں مگر پاگل کی بات، پاگلوں والی سن کر کوئی بھڑک اٹھے، یہ نہیں ہوسکتا۔تو قرآن کریم کا اندازِ بیان دیکھیں، اسی بیان میں اس کا توڑ بھی رکھ دیا بتا بھی دیا کہ تم جھوٹے ہو اگر یہ ایسا ذکر تھا جو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے جو پاگلوں والی باتیں ہیں، تمہیں غصہ کس بات کا آجاتا ہے؟ فرماتا ہے۔وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ پاگل ایسے ہیں کہ جب ذکر کو سنتے ہیں تو غیظ و غضب سے ان کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں یعنی آنکھیں لال ہونے کا تو اردو محاورہ ہے، قرآن کریم فرماتا ہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے ذکر سنتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ ابھی تجھے غضب آلود نظروں سے پھسلا دیں گے۔اب پاکستان سے آئے ہوئے لوگ تو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔مولوی جن آنکھوں سے ان کو دیکھتا ہے وہ لگتا ہے کہ غضب ناک نظروں ہی سے ان کے پاؤں تلے سے زمین نکال دے گا اور وہی فطرت انسان کی قدیم سے اسی طرح چلی آرہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی یہی حال تھا ان لوگوں کا۔اس سے پہلے زمانوں میں بھی یہی حال

تھا کہ بات سنتے تھے اور غصہ آ جاتا تھا اور غضب آلود نگاہیں ڈال ڈال کر ڈرانے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ شخص تو محض دیوانہ ہے اگر دیوانہ ہے تو دیوانے کی بڑ پر غصہ کس بات کا آتا ہے؟

پھر فرمایا وَ اِذَا رَاَوۡکَ اِنۡ یَّتَّخِذُوۡنَکَ اِلَّا ھُزُوًا ؕ اَھٰذَا الَّذِیۡ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوۡلًا ﴿۴۲﴾ (الفرقان: 42) کہ جب تجھے دیکھتے ہیں تو تمسخر اور ٹھٹھوں کا نشانہ بنا لیتے ہیں، جب دیکھتے ہیں تیرا مذاق اڑاتے ہیں اور بات اس طرح کرتے ہیں اَھٰذَا الَّذِیۡ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوۡلًا دیکھو دیکھو یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے! کیسا تکبر، کیسی تحقیر اور ان سب گستاخیوں کا ذکر کرتے کرتے ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ تلوار پکڑ کر ان کے سر اڑانے کی تعلیم نہیں دے رہا۔ مولویوں کے کان میں اگر کسی نے پھونک دیا تو وہ اللہ نہیں ہے جس نے محمد رسول اللہ پر کلام نازل فرمایا تھا کوئی اور روح ہے جو یہ باتیں پھونک رہی ہے کیونکہ اس خدا کو اس وقت یاد نہیں تھا کہ آئندہ زمانوں میں گستاخی کی سزا موت اور موت کے سوا کوئی مقرر نہیں کرنی اور وہ بھی انسانی ہاتھوں سے۔ پس قرآن کے نزول کے وقت تو اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں یاد نہیں اب مولویوں کو کہاں سے سجھائی دے گئیں۔ صاف پتا چلتا ہے کہ کوئی اور چیز ہے جو ان کے کانوں میں یہ باتیں گھول رہی ہے یا پھونک رہی ہے۔ پھر فرمایا:

وَلَقَدِ اسۡتُھۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡھُمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَھۡزِءُوۡنَ ﴿۴۲﴾ (الانبیاء: 42) اور یقیناً تجھ سے پہلے بھی تمام رسولوں کی تضحیک کی گئی۔ پس جس چیز سے وہ تضحیک کیا کرتے تھے اس تضحیک نے خود ان کو گھیرے ڈال لئے یعنی خدا کی تقدیر نے ان سے سزا دینے کے لئے وہ ساری باتیں ان کے خلاف پیدا کر دیں جو انبیاءؑ کے خلاف وہ استعمال کیا کرتے تھے۔

وَ اِذَا رَاٰکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ یَّتَّخِذُوۡنَکَ اِلَّا ھُزُوًا ؕ اَھٰذَا الَّذِیۡ یَذۡکُرُ اٰلِھَتَکُمۡ (الانبیاء: 37) کہ یہ لوگ جب تجھے دیکھتے ہیں تجھ سے مذاق کرتے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں اور باتیں اس طرح کرتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جو ہمارے معبودوں کے تذکرے کرتا ہے دیکھو دیکھو اس کی صورت دیکھو! کیا یہ سب عزت افزائی کے کلمات ہیں؟ اگر نہیں تو قرآن کریم نے کہاں ان کی سزا مقرر فرمائی اور ان سب باتوں کو سن کر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے خود کیا نمونہ دکھایا۔ یہ آیات تو مسلسل ایک سلسلہ ہے تمام انبیاءؑ کی تضحیک کا تذکرہ ایک طرف اور حضرت اقدس محمد ﷺ کے

خلاف گستاخیوں اور تمسخر کا تذکرہ ایک طرف۔قرآن کریم میں یہ مضمون پہلے تمام انبیاء کے مضمون پر بھاری ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ تمام انبیاءؑ سے جو مذاق کئے گئے جو ان کی رسوائیاں کرنے کی کوشش کی گئی وہ سارے ایک طرف اور آنحضرت ﷺ سے جو بدسلوکی کی گئی، وہ پھر ان سب انبیاءؑ سے کی گئی بدسلوکیوں پر بھاری ہوتی ہے۔

پھر یہ بھی کہا گیا کہ ہم اس لئے اس کی دشمنی کرتے ہیں کہ آباؤ اجداد کے مذہب سے ہٹانے والا ہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ شاعر ہے ہم تو انتظار کررہے ہیں کہ زمانے کی آفات اس کو کچل کے رکھ دیں گی۔(الطّور: 31) پھر کہا گیا کہ پراگندہ خیالات اور خوابوں ہی کو اپنا الہام بنا بیٹھا ہے۔ پراگندہ خوابیں ہیں نفسانی خیالات ہیں۔(الانبیاء:6) اور آج کل کے مولوی الہام سے ملتا جلتا ایک اور غلیظ لفظ استعمال کرتے ہیں تو ترقی یافتہ ہیں کافی، وہی طرز ہے وہی نہج ہے جو پہلوں کی تھی، صرف بدکرداریوں میں اور بدزبانیوں میں ان سے آگے بڑھ چکے ہیں۔ کہتے ہیں اس نے تو اپنی طرف سے بات بنالی ہے (الطّور:34) پھر معجزات کا انکار اور یہ کہنا کہ کہتے ہیں بڑے معجزات آئے ہیں ایک بھی لا کے دکھائے معجزہ تب ہم مانیں گے یہ تو ایک بھی معجزہ پیش نہیں کرسکتا (الروم:59) اب یہ باتیں میں پرانے زمانے کی کررہا ہوں جن کو قرآن کا زیادہ علم نہیں ہے وہ شاید یہ سمجھ رہے ہوں میں اس زمانے کی بات کررہا ہوں بعینہٖ یہی بات پاکستان کے مولوی، احمدیوں سے کہتے اور ان سے مطالبے کرتے ہیں کہتے ہیں تم کہتے ہو مرزا صاحب نے بڑے معجزے دکھائے، ایک لادو۔ ایک بھی آیا تو ہم مان جائیں گے اور جو معجزوں کا سردار تھا جس سے معجزوں کے سمندر پھوٹے جس کے کلام کے متعلق فرمایا گیا کہ اگر سمندر ان نشانات کو لکھ لیں ان آیات کو جو قرآن میں نازل ہورہی ہیں اور ان کے معانی کو۔ سمندر سیاہی بن جائیں اور درخت قلم بن جائیں تو ایک کے بعد سمندر پر سمندر ختم ہوتے چلے جائیں اور نئے ان کی مدد کو آتے چلے جائیں تب بھی آیاتِ الٰہی، کلمات اللہ کا مضمون ختم نہیں ہوگا اور سب سے بڑا کلمات کا مضمون قرآن کریم میں بیان ہے۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ایک دکھادو، ایک نشان لاؤ اور ہم ایمان لے آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کا بھی جواب دے چکا ہے وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ وہ خدا کی قسمیں کھا کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا اگر وہ ایک بھی محمد رسول اللہ ﷺ آیت لا دیں تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ إِنَّمَا الْآيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ أَنَّهَآ إِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانعام:110) اللہ کے پاس تو بے شمار آیات ہیں مگر کیسے تمہیں سمجھا دیں کہ جھوٹے ہیں بد بخت ساری آیات بھی آجائیں تب بھی یہ نہیں مانیں گے، پہلے تھوڑی آیات ہیں جن کا انکار کر بیٹھے ہیں اور کون سی آیت ان کو منوالے گی۔

تو ان کا سلوک تھا انبیاءؑ سے، یہ سلوک حضرت اقدس محمد ﷺ کے ساتھ تھا اور پھر یہ کہ تیری باتیں سننے کی ٹوہ رکھتے ہیں اور جب تو ان سے باتیں کرتا ہے تو پھر نظر انداز کر دیتے ہیں بے عزتی کرتے ہیں گویا ان کے کانوں میں بوجھ پڑ گیا ہے یہ سارے طریق انہوں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے اور آپؐ کی تکذیب کے اور آپؐ کی تذلیل کے اختیار کئے لیکن آنحضرت ﷺ نے کہیں اس کے جواب میں سوائے اس کے کہ ان کو ہدایت کی دعائیں دی ہوں ان کے خلاف کوئی بدنی کارروائی نہیں فرمائی نہ آپؐ کو اس کی تعلیم دی گئی جہاں تک معین تذلیل کا تعلق ہے، جہاں تک ایک معین واقعہ تضحیک کا تعلق ہے اس سورۃ میں وہ آخر پر بیان ہوا ہے جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ وہ آیت یہ ہے:

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ سورۃ المنافقون میں جن منافقوں کا ذکر ہے ان کے سردار کی بات اب ہو رہی ہے اور اس کا معین ہونا اتنا قطعی ہے کہ کوئی ادنیٰ سا بھی شعور رکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی Identity نہیں ہے۔ لوگ جانتے نہیں تھے کہ یہ کون ہے۔ فرمایا يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وہ منافقین یہ اعلان کر رہے تھے کہ جب ہم مدینے واپس لوٹیں گے تو وہاں کا سب سے معزز انسان یعنی عبد اللہ بن ابی بن سلول مدینے سے وہاں کے سب سے ذلیل انسان کو نکال باہر کرے گا۔ اس سے بڑی گستاخی رسولؐ کا تصور بھی ممکن نہیں، ایسے خبیث الفاظ میں ایک انسان صحابہؓ کے سامنے کھلم کھلا یہ اعلان کرتا پھرے اور اس کے ساتھی اس بات کو شہرت دے رہے ہوں۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ اور حال یہ ہے کہ تمام عزت اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی ہے اور انہی کے واسطے سے مومنین کو نصیب ہے وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن منافقین جو ہیں وہ نہیں جانتے۔

یہ واقعہ غزوۂ بنی مطلق سے واپسی پر ہوا تھا، ایک چشمے پر پانی کی باری کے انتظار میں انصار اور مہاجرین کا ایک جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے فائدہ اٹھاتے ہوئے انصار کو جو مدینے کے رہنے والے تھے مہاجرین کے خلاف کرنے کے لئے اور یہ سمجھ کر کہ آج میرا موقع ہے آج میں اپنی ساری گزشتہ رسوائیوں کا بدلہ اتارلوں گا، یہ بد بخت اعلان کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں کیا ہوا۔؟ 'سیرت ابن ہشام' میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ اسی طرح 'درمنثور للسیوطی' میں بھی اس بات کا حوالہ ہے کہ قرآن کریم نے جس واقعہ کا حوالہ دیا ہے اس کی تفصیل کیا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ ان سیرت کی کتب میں اس کی تفصیل یہ ملتی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ حرکت کی تو صحابہؓ کو بہت طیش آیا مگر کسی صحابیؓ نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا بظاہر ان کو یہ یقین تھا کہ یہ شخص واجب القتل ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک کے بعد دوسرا گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیں ہم اس بد بخت شخص کا سر تن سے جدا کر دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی کو اجازت نہیں دی یہاں تک کہ اس کا اپنا بیٹا جو منافق نہیں تھا بلکہ مخلص مسلمان تھا وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! ہوسکتا ہے آپؐ اس لئے اجازت نہ دیتے ہوں کہ آپؐ کو خیال ہو کہ میرا باپ ہے بعد میں کسی وقت قتل کرنے والے کے خلاف میرے دل میں غصہ نہ پیدا ہو جائے تو یا رسول اللہ ﷺ اس کا حل تو یہ ہے کہ میں بھی تو مسلمان ہوں میری بھی تو غیرت کھول رہی ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کا سر تن سے جدا کروں، اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو قتل کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کی تمہیں کوئی اجازت نہیں۔

یہ ہتکِ رسول کا واقعہ قرآن میں درج ہے اس سے زیادہ قوی کوئی حدیث ایسی پیش کر سکتا ہے کوئی ملّاں؟ جس میں ہتک رسول کا مضمون اس طرح بیان ہوا ہو اور پھر قرآن کے معانی کے خلاف مضمون ہو؟ اگر ہوگا تو وہ قوی ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر وہ حدیث جو قرآن کریم کے واضح بیانات سے ٹکراتی ہے وہ ٹکرا کر پارہ پارہ ہو جائے گی کیونکہ وہ حدیث ہی نہیں ہے۔ اس لئے مولوی جب ان آیات کو پڑھتے ہیں اور پھر حدیثوں میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں یہ دو گستاخیاں کرتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن سے اعتبار اٹھاتے ہیں اور حدیث کی طرف دوڑاتے ہیں اور پھر حدیث سے

اعتبار اٹھا دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ذات سے اعتبار اٹھاتے ہیں کیونکہ جیسے قرآن میں کوئی تضاد نہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بھی کوئی تضاد نہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم کے کھلے کھلے اعلان کے خلاف محمد رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث، ادنیٰ سا بھی مضمون پیش کرے اور اس کو حدیث کہنا ہی گستاخی ہے یا کچھ اس کی باتیں ایسی ہیں جو تمہاری فہم سے بالا ہیں مگر قرآن کریم کے کھلے کھلے اعلان کے بعد کسی حدیث کی طرف اس اعلان سے متضاد مضمون بیان کرنا قرآن کی بھی گستاخی ہے حدیث کی بھی گستاخی ہے، محمد رسول اللہؐ کی گستاخی ہے۔

اب اس واقعہ کے بعد کیا ہوا وہ عجیب داستان ہے احادیث میں اس کا ذکر محفوظ ہے کہ جب یہ شخص اپنی طبعی موت مرا، محمد رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اس کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی لہٰذا طبعی موت مرا تو آنحضور ﷺ اس کے جنازے کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہؓ بہت بے چین تھے مگر حضرت عمرؓ کے سوا کسی نے جرأت نہیں کی حضرت عمرؓ آگے راستہ روک کے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ منافق ہے کیا آپؐ اس کا جنازہ پڑھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ پر وہ آیات نازل ہوئی ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ اگر تُو ستر دفعہ بھی ان کے لئے استغفار کرے گا تو میں نہیں بخشوں گا اللہ یہ اعلان کر رہا ہے اور حضرت عمرؓ کی ناسمجھی دیکھیں، اپنی ذات میں تو بہت عقل والے تھے رسول اللہ ﷺ کے مقابل پر کسی صحابیؓ کی کوئی فہم کام نہیں کرسکتی، یہ نہیں سوچا کہ جس پر آیت نازل ہوئی ہے وہ اس کا مضمون اس سے بہت زیادہ بہتر سمجھتا ہے جو اس آیت کا حوالہ دے رہا ہے تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا عمر میرا رستہ چھوڑ دو خدا یہ کہتا ہے نا کہ اگر تو ستر دفعہ بھی استغفار کرے گا تو میں نہیں بخشوں گا، میں ستر سے زیادہ دفعہ استغفار کرلوں گا۔ **اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم۔**

یہ محمد رسولؐ اللہ ہیں۔ یہ قرآن ہے، ہر ایسے الزام سے یہ پاک ہیں اور بلند تر ہیں جو آج کا مولوی اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر لگا رہا ہے۔ اس عظیم کردار کے خلاف جس کے حق میں تمام قرآن گواہ کھڑا ہے اور تمام تاریخ انبیاءؑ گواہ کھڑی ہے، کسی بھی مصنوعی، وضعی کسی حدیث کا، کسی عالم کے فتوے کا حوالہ لے کر جو بات کرتا ہے وہ گستاخِ رسول ہے، وہ گستاخِ کتاب اللہ ہے۔ وہ اللہ کا گستاخ ہے۔ تمام انبیاءؑ کی اہانت کرنے والا ہے۔ اس کھلی کھلی دن کی طرح روشن گواہی کے خلاف

کون ہے جو کوئی عذر بھی اس کے خلاف پیش کر سکے۔ لیکن اب مضمون چونکہ لمبا ہے اور خطبہ پہلے ہی وقت سے کافی آگے بڑھ چکا ہے اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ میں افتتاحی تقریر میں بقیہ حصہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا اور وہ سارے پہلو بیان کروں گا جس کا اس مضمون سے تعلق ہے بعض سمیٹنے پڑیں گے مجبوری ہے وقت کی، لیکن انشاء اللہ اس کے تمام پہلوؤں پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔

اب خطبہ ختم ہوتا ہے۔ ساڑھے چار بجے انشاء اللہ دوبارہ یہاں جلسے کی کارروائی کا آغاز ہو گا۔ تو آپ سب دوست ساڑھے چار بجے واپس تشریف لے آئیں۔